بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

النور



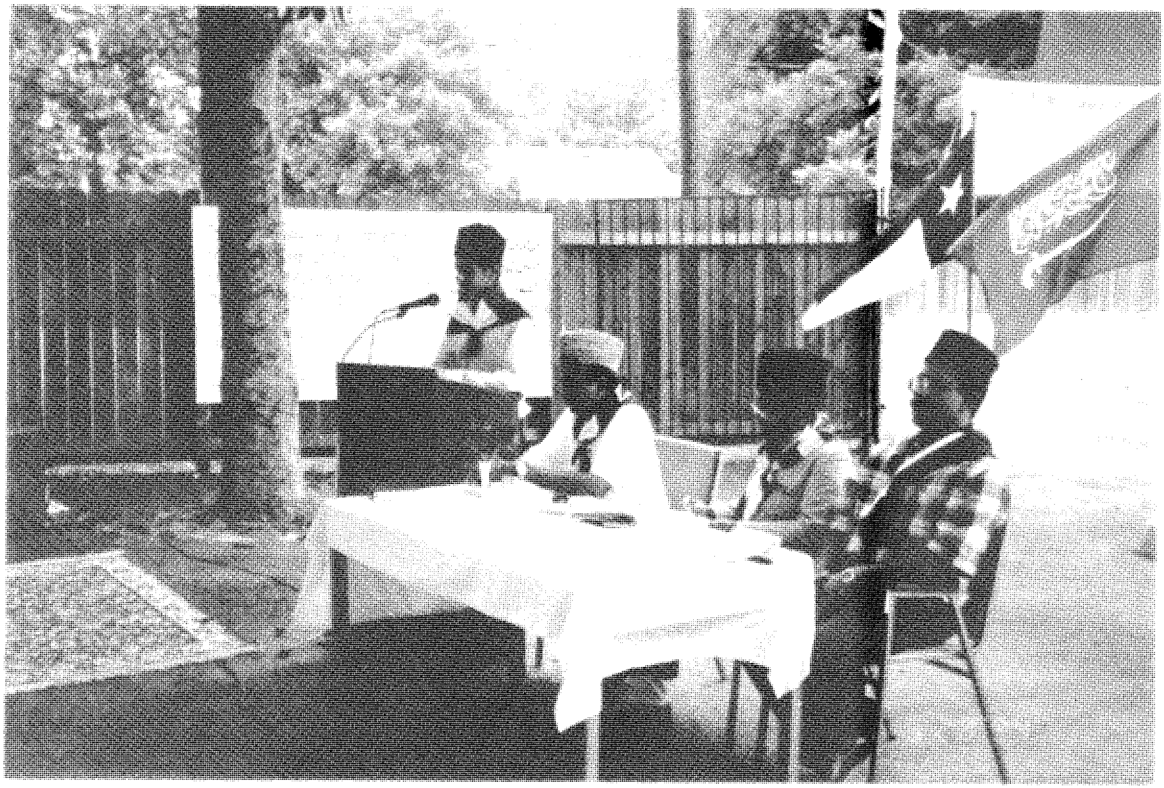
سات سال قبل ہمارے پیارے امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امریکہ جماعت کا دورہ فرمایا تھا اس دوران چند خدام اپنے آقا کے ہمراہ۔ امسال اکتوبر میں پھر حضور انور کی آمد آمد ہے۔ واشنگٹن میں ۱۴، ۱۵ اکتوبر کو حضور انور مسجد بیت الرحمٰن کے افتتاح کے ساتھ امریکہ جماعت کے یک روزہ جلسہ سالانہ کو بھی برکت بخشیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ احباب جماعت سے ہر دو تقاریب اور حضور انور کے دورہ کی کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے

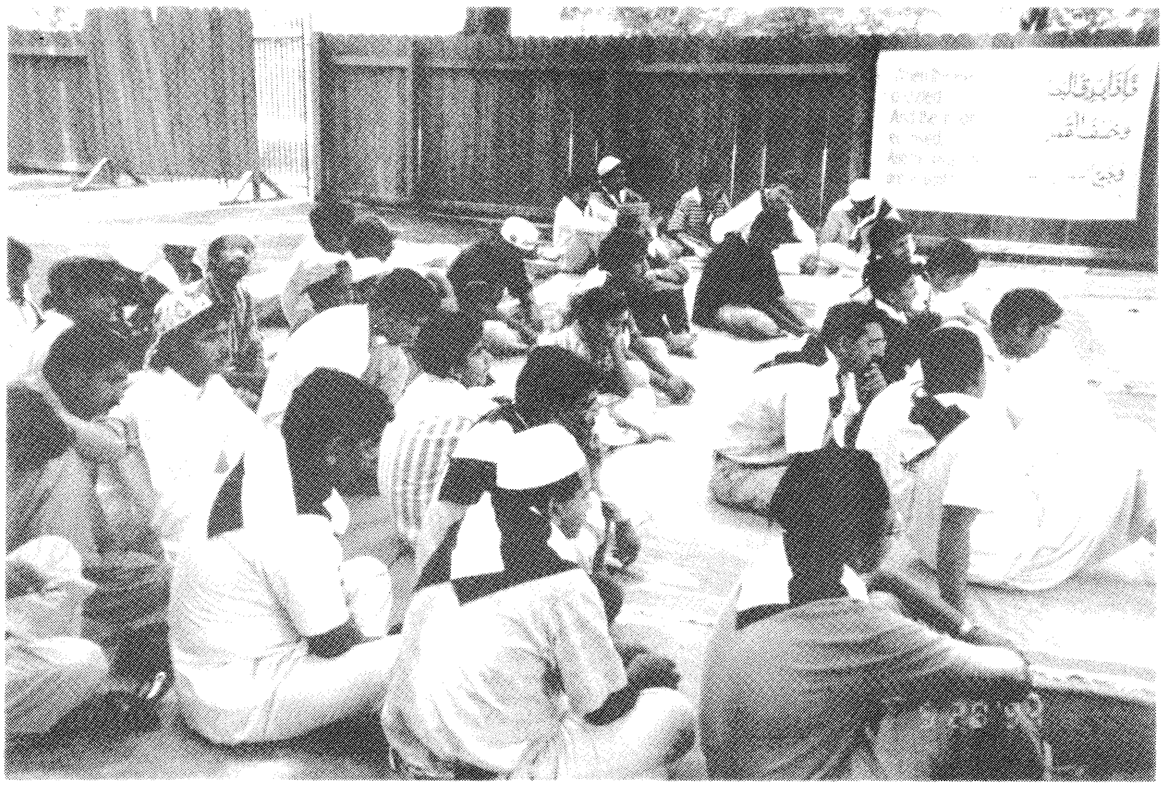
The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by **The Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.**
2141 Leroy Place, N.W., Washington DC 20008. Ph: (202) 232—3737
Printed at the Fazl-i-Umar Press and distributed from Athens, OH 45701

Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719

NON PROFIT ORG
U. S. POSTAGE
P A I D
CHAUNCEY, OHIO
PERMIT # 1

۲۸، اور ۲۹ مئی ۱۹۹۶ء کو ہیوسٹن میں منعقد ہونے والے خدام و اطفال کے تیسرے سالانہ اجتماع کی چند تصویری جھلکیاں ۔





القرآن الحکیم

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۗ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۶۰﴾ (النساء)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی اور اگر تم کسی معاملہ میں (اولوالامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے کو اللہ اور رسول کے سامنے رکھا کرو۔ اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ، وَمَنْ يُّطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَمَنْ يَّعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ۔

(مسلم کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی ۔ جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی ۔ جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ جو امیر کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ۔

(بخاری کتاب الاحکام باب اسمع والطاعة)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو اور اطاعت کو اپنا شعار بناؤ خواہ ایک حبشی غلام کو ہی کیوں نہ تمہارا افسر مقرر کر دیا جائے یعنی جو بھی افسر ہو اس کی اطاعت کرو۔

ایڈیٹر : ظفر احمد سرور
نائبین : سید غلام احمد فرخ
میاں محمد اسماعیل وسیم
عبدالشکور احمد

جولائی ۱۹۹۴ء
وفا ۱۳۷۳ ہش
محرم ۔ صفر ۱۴۱۵ ہجری قمری

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"...... اصل بات یہ ہے کہ انسان عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت دو قسم کی ہے۔ ایک تذلل اور انکسار اور دوسری محبت اور ایثار۔ تذلل اور انکسار کے لئے اس نماز کا حکم ہوا جو جسمانی رنگ میں انسان کے ہر ایک عضو کو خشوع اور خضوع کی حالت میں ڈالتی ہے یہاں تک کہ دلی سجدہ کے مقابل پر اس نماز میں جسم کا بھی سجدہ رکھا گیا تا جسم اور روح دونوں اس عبادت میں شامل ہوں اور واضح ہو کہ جسم کا سجدہ بیکار اور لغو نہیں .... عبادت کی اس قسم میں جو تذلل اور انکسار ہے جسمانی افعال کا روح پر اثر پڑتا ہے۔ اور روحانی افعال کا جسم پر اثر پڑتا ہے۔ پس ایسا ہی عبادت کی دوسری قسم میں بھی جو محبت اور ایثار ہے۔ انہیں تاثیرات کا جسم اور روح میں عوض معاوضہ ہے۔ محبت کے عالم میں انسانی روح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے اور اس کے آستانہ کہ بوسہ دیتی ہے۔ ایسا ہی خانہ کعبہ جسمانی طور پر محبان صادق کے لئے ایک نمونہ دیا گیا ہے اور خدا نے فرمایا کہ دیکھو یہ میرا گھر ہے اور حجر اسود میرے استانہ کا پتھر ہے اور ایسا حکم اس لئے دیا کہ تا انسان جسمانی طور پر اپنے ولولہ عشق اور محبت کو ظاہر کرے۔ سو حج کرنے والے حج کے مقام میں جسمانی طور پر اس کے گرد گھومتے ہیں۔ ایسی صورتیں بنا کر گویا خدا کی محبت میں دیوانہ اور مست ہیں۔ زینت دور کر دیتے ہیں۔ سر منڈوا دیتے ہیں اور مجذوبوں کی شکل بنا کر اس کے گرد عاشقانہ طواف کرتے ہیں اور اس پتھر کو خدا کے آستانہ کا پتھر تصور کر کے بوسہ دیتے ہیں۔ اور یہ جسمانی ولولہ روحانی تپش اور محبت کو پیدا کر دیتا ہے۔ اور جسم اس کے گھر کے گرد طواف کرتا ہے اور سنگ آستانہ کو چومتا ہے اور روح اس وقت محبوب حقیقی کے گرد طواف کرتی ہے اور اس کے روحانی آستانہ کو چومتی ہے اور اس طریق میں کوئی شرک نہیں۔ ایک دوست ایک دوست جانی کا خط پا کر بھی اس کو چومتا ہے۔ کوئی مسلمان خانہ کعبہ کی پرستش نہیں کرتا اور نہ حجر اسود سے مرادیں مانگتا ہے بلکہ صرف خدا کا قرار دادہ ایک جسمانی نمونہ سمجھا جاتا ہے وبس۔ جس طرح ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں مگر وہ سجدہ زمین کے لئے نہیں ایسا ہی ہم حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ مگر وہ بوسہ اس پتھر کے لئے نہیں۔ پتھر تو پتھر ہے جو نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان مگر اس محبوب کے ہاتھ کا ہے جس نے اس کو اپنے آستانہ کا نمونہ ٹھہرایا"۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صـ ۹۹، ۱۰۰)۔

"لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (الحج: ۳۸) یعنی دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔ جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔ مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں تا معلوم ہو کہ ان قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے ...."۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صـ ۴۲۴)

کبھی احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ آپ اللہ کی جماعت ہیں اور اللہ کی جماعت کو احساس کمتری زیب نہیں دیتا۔

آپ کے کاموں میں ہرگز برکت نہیں پڑ سکتی جب تک آپ میں سے کچھ احساس کمتری کا شکار رہیں اور اس کے نتیجے میں اگر کھلم کھلا نہیں تو اندرونی تفریق باقی رہے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۲ اپریل ۱۹۹۴ء مطابق ۱۱ ذوالقعدہ ۱۴۱۴ ہجری قمری / ۲۲ شہادت ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ کا یہ **اقتباس** ادارہ **النور** اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

.جو افریقن
باشندے امریکہ میں آباد ہوئے ہیں مسلسل سفید قوموں کے ظلم کے نتیجے میں ان میں بدقسمتی سے احساس کمتری جگہ پا گیا ہے اور کسی قوم کے لئے احساس کمتری سے مہلک اور کوئی چیز نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ کو جو وہاں جدوجہد درپیش ہے اس میں ایک بڑی جدوجہد اس بات کی ہے کہ اپنے افریقن امریکن بھائیوں کو یقین دلائیں کہ آپ ہمارے بھائی ہیں، ہمارے دلوں میں آپ کی ویسی ہی عزت ہے جیسے ہر دوسرے مسلمان بھائی کی ہونی چاہئے۔ ایک عالمی جماعت ہے اس میں کوئی قومی اور علاقائی تفریق پیش نظر نہیں. نہ روا رکھی جاتی ہے۔ یہ باتیں سمجھانے کی ضرورت پڑتی ہے اور مسلسل پڑتی چلی جاتی ہے اور بعض ایسے بھی ہیں کہ جن کو میں براہ راست خطوں کے ذریعے بھی سمجھاتا رہتا ہوں لیکن پھر کچھ عرصے کے بعد وہی بات پھر دوبارہ نکل آتی ہے۔ لیکن ایسے چند ہیں۔ اللہ کے فضل سے امریکہ میں افریقن احمدیوں کی اکثریت ایسی ہے جو مخلص، مالی قربانی میں بھی پیش پیش، غریب ہے مگر اخلاص میں غریب نہیں۔ لیکن وہ جو چند ایسے لوگ جن میں احساس کمتری پر مبنی بغاوت سر اٹھاتی ہے، وہ بعض جگہ دوسروں پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں اور ان کی وجہ سے ان کی شہرت اچھی نہیں رہتی یعنی جماعت کی بحیثیت مجموعی شہرت اچھی نہیں رہتی۔ اس کا تبلیغ پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ بعض ایسے علاقے ہیں جہاں تبلیغ کے رکنے کی وجہ (جیسا کہ بعض ان میں سے کہتے ہیں) ہرگز یہ نہیں کہ نعوذ باللہ پاکستانی ان لوگوں کو اپنے سے نیچا دیکھتے ہیں، اس کے نتیجے میں رد عمل پیدا ہوتا ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ پاکستانیوں کو، اکثریت کو میں جانتا ہوں. کوئی پاگل کہیں پیدا ہو جائے تو اور بات ہے. دنیا میں ایسے پاگل ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن اکثریت تو بچھنے والی ہے. اخلاص والی ہے. اپنے غیر ملکی بھائی کو جو پاکستان کے لحاظ سے غیر ملکی ہو، جب احمدیت میں دیکھتے ہیں تو ان کے دل کشادہ ہوتے ہیں، ان کی آنکھیں راہوں میں بچھتی ہیں۔ بہت ہی پیار اور محبت سے وہ ان کو دیکھتے ہیں اور ان سے حسن سلوک کرتے ہیں۔ اس لئے یہ الزام درست نہیں ہے۔ غیروں نے آپ کو ٹھوکریں ماریں، غیروں نے تکلیف دی، اپنوں سے اس کے بدلے اتاریں گے! یہ تو ظلم ہے، یہی پاکستانی ہیں جو باقی دنیا میں بھی تو خدمت کر رہے ہیں وہاں کیوں نہیں کوئی ایسی حرکتیں کرتے۔ اس لئے اگر کہیں کچھ ٹیڑھے دماغ کے ہوں تو ان کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ بہت بڑا گناہ ہے

اگر اپنے نسبتاً کالے رنگ کی وجہ سے ان کے نسبتاً زیادہ کالے رنگ پر کوئی تکبر کرے۔ کالوں میں تو آپ بھی ہیں، چاہے کیسے ہی گورے پیدا ہو جائیں آپ کا شمار کالوں میں ہی رہے گا۔ پس کالے اور گورے کی بحث سے تو یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ سب کو گورا بننا ہے یعنی نورانی لحاظ سے، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا نور اپنانا ہے۔ وہ ایسا نور ہے جو ہر کالے کو گورا کر دیتا ہے، ہر گورے کا حسن چمک اٹھتا ہے۔ پس یہی وہ نور ہے جس نے دنیا کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے۔ آپ کے کاموں میں. یعنی امریکہ کو میں مخاطب ہوں خصوصیت سے، آپ کے کاموں میں ہرگز برکت نہیں پڑ سکتی جب تک آپ میں سے کچھ احساس کمتری کے شکار رہیں اور اس کے نتیجے میں اگر کھلم کھلا نہیں تو اندرونی تفریق باقی رہے۔ میں نے مثالیں دی ہیں کئی دفعہ، کہ دیکھو افریقہ میں بھی تو وہی نسل ہے جس کی تم اولاد ہو۔ افریقن احمدیوں میں تو میں نے کہیں احساس کمتری نہیں دیکھا۔ کہیں کوئی غلط رد عمل نہیں دیکھا، بلکہ تعجب ہوتا ہے بعض دفعہ، افریقہ میں ایک افریقن کو امام مقرر کیا جاتا ہے، ایک افریقن کو عہدہ دیا جاتا ہے اور وہ آ کر پیغام دیتے ہیں، سمجھاتے ہیں، کہ ہمیں تو پاکستانی سے زیادہ فائدہ پہنچے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جیسی ان کی تربیت ہے، جیسا وہ نیک اثر ہم پر ڈالتے ہیں، ہمارے اپنے بھائی ابھی اس مقام کو پہنچے نہیں ہیں اور بڑی بے تکلفی سے وہ بات کہتے ہیں، ان کے چہروں پر مجھے کہیں سیاہی دکھائی نہیں دی، کبھی دکھائی نہیں دی۔ وہ تو نور سے دمکتے ہوئے چہرے لگتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ احمدیت کی تربیت پا کر آنکھوں میں سیاہ سفید کی تفریق ہی مٹ جاتی ہے۔ کبھی مجھے یاد نہیں کہ کوئی احمدی ملا ہو اور میں نے اس کا رنگ دیکھا ہو، کونسا رنگ ہے۔ اس کی روح دکھائی دیتی ہے اور وہ سب روحیں پیاری دکھتی ہیں۔ پس اگر کہیں کسی پاکستانی احمدی میں کوئی ایسا نقص رہ گیا ہے جس کا بد اثر پڑ رہا ہے تو اس کو میرا مشورہ ہے کہ وہ استغفار سے کام لے۔ اس کی وجہ سے اگر ایک یا دو یا دس کو ٹھوکر لگے تو مسیحؑ کا یہ قول میں اسے بتاتا ہوں جنہوں نے فرمایا کہ اگر کسی شخص سے کسی کو ٹھوکر لگے تو اس سے بہتر تھا کہ وہ ٹھوکر لگانے والا پیدا نہ ہوتا۔ لیکن وہ جن کو بات بات پر ٹھوکر لگے ان کو سنبھالنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ یہ ٹھوکر لگنے کا مزاج بڑا خطرناک ہے اور احساس کمتری سے یہ ٹھوکر لگنے کا مزاج پیدا ہوتا ہے، جن کو احساس کمتری نہ ہو ان کو ٹھوکر لگا ہی نہیں کرتی۔ اس لئے امریکہ کے لوگ سن رہے ہوں یا دوسرے لوگ، ہر جگہ کو یہ پیغام

واحد ہے، خدا کے لئے کبھی احساس کمتری کا شکار نہ ہوں، آپ اللہ کی جماعت ہیں اور اللہ کی جماعت کو احساس کمتری زیب نہیں دیتا۔ ایسے لوگوں کو جب دنیا تکبر کی وجہ سے نیچے دیکھتی ہے تو اللہ کی نظر میں وہ اور اونچے ہوجاتے ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ تم کوئی ایسا قدم نہیں اٹھاتے، ایسے رستوں پر نہیں چلتے جہاں دنیا تمہیں غضب اور ذلت کی نظر سے دیکھ رہی ہو اور خدا کے نزدیک تمہارا مرتبہ نہ بڑھ رہا ہو۔ اللہ کو تم اور پیارے ہوجاتے ہو۔ تو جس جماعت کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ یقین دہانی ہے، یہ ضمانت ہے، کہ تمہیں دنیا میں کوئی ذلیل نہیں کرسکتا اور جب ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا، میری نظر میں تمہارا مرتبہ اور بلند، بلند تر ہوتا چلا جائے گا۔ اس جماعت کے پاس احساس کمتری پھٹکنا بھی نہیں چاہئے۔ اور جو پھر بھی ایسی باتیں کرے وہ ظالم ہے اور ان ظالموں سے آپ کو متنبہ رہنا چاہئے۔ پس آپس میں سچی محبت پیدا کریں، ہم سب بھائی بھائی ہیں، ہمارے رنگ و نسل کی تفریق ہمارے اندر نہ کوئی خوبی پیدا کرتی ہے نہ ہمیں ذلیل کرسکتی ہے۔ تقویٰ ہی ہے جو ہماری عزت کا باعث ہوسکتا ہے اور تقویٰ کی عزت بندوں کے حوالے سے نہیں ہوا کرتی بلکہ اللہ کے حوالے سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان اکرمکم " تم میں سے معزز " عنداللہ اتقکم " اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم میں سے جو معزز ہے اس کی عزت کیا کرو اور جو متقی ہے اس کی عزت کیا کرو، قرآن کریم میں یہ آیت کہیں نہیں ملتی۔ کیونکہ تقویٰ کی عزت از خود قائم ہوتی ہے اور اللہ کے حوالے سے قائم ہوتی ہے اور اس فیصلے کا اختیار کہ کون متقی ہے، کون نہیں ہے، اللہ ہی کو ہے۔ اور جب اللہ کسی کو متقی سمجھے، جس طرح میں نے بات کا آغاز کیا تھا، پھر فرشتوں خود حکم دیتا ہے، وہ ہوائیں چلاتے ہیں، وہ زمین پر اترتے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں ایسے شخصوں کی محبت بھر دیتے ہیں۔ پس انہیں کسی محبت کی طلب نہیں ہوتی، نہ وہ اپنا ہاتھ محبت مانگنے کے لئے آگے بڑھاتے ہیں۔ خدا کی طرف سے وہ محبتیں ان کو عطا ہوتی ہیں کیونکہ تقویٰ کا تعلق اللہ سے ہے اور "ان اکرمکم عنداللہ اتقکم " تم میں سب سے معزز اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

لاہور ہائی کورٹ نے میانوالی کے چار احمدیوں کی درخواست ضمانت مسترد کر دی

مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب ولد چوہدری رستم خان صاحب، مکرم بشارت احمد صاحب ولد مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب اور مکرم قمر احمد صاحب اور مکرم مشتاق احمد صاحب پسران مکرم محمود احمد صاحب ساکن چک ۱۵ ڈی۔ بی، ضلع میانوالی کے خلاف تھانہ پپلاں ضلع میانوالی میں ایک مخالف محمد عبداللہ سکنہ چک ۱۵ ڈی۔ بی. ضلع میانوالی نے زیر دفعہ ۲۹۵ / سی. تعزیرات پاکستان ایک سراسر جھوٹا اور خلاف واقعہ مقدمہ ۲۱ نومبر ۱۹۹۳ء کو درج کروایا۔ اور چاروں کو پولیس نے ۲۱ نومبر سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا۔ گرفتاری کے بعد ان کی ضمانت کے لئے ایڈیشنل سیشن جج میانوالی کی عدالت میں درخواست دی گئی جس کی سماعت کے لئے عدالت نے ۲ دسمبر ۱۹۹۳ء کی تاریخ مقرر کی مگر اس روز کاروائی نہ ہوئی۔ پھر ۷ دسمبر تاریخ پڑی مگر سات دسمبر کو معاند مولوی اکرم طوفانی آف سرگودھا اور اس کے ساتھیوں نے عدالت کے باہر ہنگامہ کیا جس پر یہ معاملہ پہلے ۱۵ دسمبر اور پھر ۲۳ دسمبر ۱۹۹۳ء اور پھر ۳ جنوری ۱۹۹۴ء تک ملتوی ہوتا آیا۔ معلوم ہوا ہے کہ ۳ جنوری ۱۹۹۴ء کو مخالفین کی کافی تعداد عدالت میں جمع تھی جس پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج میانوالی کی عدالت نے چاروں احمدیوں کی درخواست ضمانت مسترد کر دی۔

سیشن عدالت میں درخواست ضمانت مسترد ہونے کے بعد ضمانت کی درخواست ہائی کورٹ لاہور میں پیش کی گئی۔ یہ درخواست مسٹر جسٹس شیخ زبیر احمد صاحب کی عدالت میں ۱۴ فروری ۱۹۹۴ء تک زیر سماعت رہی جنہوں نے تین چار دن کی سماعت کے بعد یہ معاملہ چیف جسٹس کو بھجوا دیا اور لکھا کہ اس معاملہ میں بڑا بنچ مقرر کیا جائے۔ چیف جسٹس نے اس درخواست کی سماعت کے لئے مسٹر جسٹس خلیل الرحمان خان، مسٹر جسٹس نذیر اختر اور مسٹر جسٹس شیخ زبیر احمد پر مشتمل ایک بنچ مقرر کیا جہاں مئی ۱۹۹۴ء تک سماعت ہوتی رہی مگر عدالت نے اپنا فیصلہ محفوظ رکھا۔

اس کیس کا پس منظر یہ ہے کہ ریاض احمد صاحب اس گاؤں کے نمبردار ہیں مگر مدعی فریق نے ان کے خلاف مقدمہ کر رکھا ہے کہ احمدی ہونے کی بنا پر وہ گاؤں کے نمبردار نہیں ہوسکتے۔ اس مقدمہ کی سماعت ڈپٹی کمشنر میانوالی نے کی اور مکرم ریاض احمد صاحب کے خلاف فیصلہ دیا مگر کمشنر سرگودھا نے فیصلہ دیا کہ احمدی نمبردار ہونا قانوناً منع نہیں ہے۔

اب مدعی محمد عبداللہ نے ریونیو بورڈ میں اس فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کی ہوئی ہے جو ابھی تک زیر سماعت ہے۔ ان حالات میں مدعی نے ریاض احمد صاحب اور ان کے عزیزوں کے خلاف محض مذہبی تعصب اور عداوت کی بنا پر بدنیتی سے یہ جھوٹا مقدمہ درج کرایا ہے۔ جس میں چاروں احمدی نومبر سے آج تک جیل میں ہیں۔

یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مخالفین کی طرف سے پیش ہونے والے وکیل نذیر احمد غازی نے عدالت کے سامنے یہ بیان دیا کہ اگر چاروں احمدی یہ بیان دے دیں کہ وہ احمدیت سے منحرف ہوگئے ہیں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے پیروکار نہیں ہیں اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنا پسند نہیں کرتے، تو وہ ضمانت کی درخواست کی مخالفت نہیں کرے گا۔

احباب سے ان چاروں احمدی احباب کی استقامت اور مقدمہ سے باعزت رہائی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

"چاہیئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا"

بعد گیارہ (۱۱) انشاء اللہ

غیر معمولی برکتوں سے معمور دور کا ایمان افروز آغاز

(عطاء المجیب راشد ۔ لندن)

"میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری..... ثابت نہ کرے..... اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱ دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

بر مقام فلک شدہ یارب ۔ گر امیدے دہم مدار عجب

بعد ۱۱ انشاء اللہ تعالیٰ میں نہیں جانتا کہ گیارہ دن ہیں یا گیارہ ہفتہ یا گیارہ مہینے یا گیارہ سال۔ مگر بہر حال ایک نشان میری بریت کے لئے اس مدت میں ظاہر ہوگا" (اربعین نمبر ۴ صہ ۲۱ حاشیہ)

"برمکان فلک شدہ یارب گر امیدے دہم مدار عجب۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیری دہائی اب آسمان پر پہنچ گئی ہے۔ اب میں اگر تجھے کوئی امید اور بشارت دوں تو تعجب مت کر۔ میری سنت اور موہبت کے خلاف نہیں۔ بعد ۱۱۔ انشاء اللہ (فرمایا اس کی تفہیم نہیں ہوئی کہ ۱۱ سے کیا مراد ہے۔ گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا۔ یہی ہندسہ ۱۱ کا دکھایا گیا ہے"۔

(الحکم ۱۷ دسمبر صہ ۲ بحوالہ تذکرہ صہ ۴۰۰ ، ۴۰۱)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۰ جون ۱۹۸۲ء کو مسند خلافت احمدیہ پر متمکن ہوئے۔ خلافت کے گیارہ سال ۱۰ جون ۱۹۹۳ء کو پورے ہوئے۔ بارھویں سال میں قدم رکھتے ہی حضور انور نے پہلا خطبہ جمعہ ۱۱ جون ۱۹۹۳ء کو مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مندرجہ بالا دو اقتباسات کو بنیاد بناتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"آپ میں سے اکثر کو یاد نہیں ہوگا جیسا کہ مجھے بھی یاد نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جمعرات کو منصب خلافت پر فائز فرمایا اور وہ جون کی ۱۰ تاریخ تھی اور اگلے دن گیارہ تاریخ کو جمعہ کا دن تھا۔ کل امام صاحب نے نماز پر آتے ہوئے مجھے کہا "مبارک ہو" میں نے کہا "کس بات کی؟" مجھے تو کوئی خاص خیال بھی نہیں تھا۔ میں نے کہا شاید باہر سے کوئی اچھی خبر آئی ہے۔ انہوں نے کہا "آپ کی خلافت کے گیارہ سال پورے ہو گئے اور بارھواں سال شروع ہو رہا ہے" اس پر سوچتے ہوئے میرا ذہن ایک اور الہام کی طرف بھی منتقل ہو گیا اور وہ یہ ہے:

بعد گیارہ انشاء اللہ تعالیٰ

ابھی پرسوں اس الہام کی بات ہمارے گھر میں چل رہی تھی تو میں نے کہا شاید خدا کے ہاں یہ مقدر ہے کہ ہماری ہجرت کے ۱۱ سال ہوں اور گیارہ سال کے بعد ہم واپس وطن چلے جائیں۔ جب امام صاحب نے کہا کہ آپ کی خلافت کے ۱۱ سال پورے ہو گئے اور بارھویں میں داخل ہو گئے ہیں تو میں نے کہا کہ مجھے تو پھر خدا پر حسن ظنی کرتے ہوئے یہ کہنا چاہئے کہ اس الہام کے اس رنگ میں بھی پورے ہونے کے دن آ گئے ہیں کہ خلافت رابعہ کے گیارہ سال کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ کچھ ضرور ہوگا، وہ کیا ہوگا؟ اس کا تعلق دراصل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے کے ساتھ ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگرچہ اس الہام کو بابو الٰہی بخش کی موت پر بھی لگایا ہے لیکن جہاں عموماً ذکر ملتا ہے وہاں بنیادی بات یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ بات اس الہام سے قطعی ہے کہ یہ الہام میری صداقت کے اظہار کے لئے ظاہر ہوگا اور بڑی شان کے ساتھ ہوگا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پارٹیشن کے وقت اپنی ہجرت کے وقت کے ساتھ بھی اس الہام کے مضمون کو باندھا تو بعض چیزیں ذوالوجوہ ہوتی ہیں۔ ایک شان سے بھی پوری ہوتی ہیں اور دوسری سے بھی، تیسری سے بھی۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس الہام کو جتنی اہمیت دی ہے اور جس غیر معمولی نشان کے طور پر اس کو سمجھا ہے بعید نہیں کہ اس کا زمانہ اب قریب آنے والا ہو کیونکہ پاکستان میں خصوصیت کے ساتھ اور بعض دوسرے ملکوں میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں تمام حدیں پھلانگی گئی ہیں۔ بے حیائی کی کوئی بات چھوڑی نہیں گئی۔ اس لئے اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ کی طرف سے عالمی نشان ظاہر ہونے چاہئیں۔ ایک وہ نشان ہے جو آپ اس وقت دیکھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم کی جماعت کو ایک جمعہ پر ایک ہاتھ پر اکٹھا ہونے کی توفیق بخشی ہے اور دنیا کے کونے کونے پر ایک بھی جگہ خالی نہیں نہ شمال میں نہ جنوب میں نہ مشرق میں نہ مغرب میں جہاں جماعت احمدیہ کے امام کا خطبہ جمعہ دیکھا اور سنا نہ جا سکتا ہو تو یہ بھی ایک بہت بڑا نشان ہے لیکن بعد ۱۱ نہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بعد گیارہ اس سے بھی بڑا نشان ہوگا یا اسی نشان کی کوئی ایسی شان ظاہر ہوگی جس سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کے لئے قوموں کے دل تیار ہوں گے اور یہ جو یبوست کا دور ہے نحوست سی چھائی ہوئی ہے یہ دور انشاء اللہ دور بہار میں بدل جائے گا۔ اس توقع کے ساتھ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

"میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بری..... ثابت نہ کرے......"

یہ ایک دور ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال سے پہلے بہت سے نشانات کی صورت میں ظاہر ہو گیا اور انہی نشانات میں سے ایک الٰہی بخش کذاب کی موت کا نشان تھا جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفصیل سے فرمایا ہے۔ پھر فرماتے ہیں:۔

”..... اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱ دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا:

بر مقام فلک شدہ یا رب
گر امیدے دہم مدار عجب

بعد ۱۱۔ انشاء اللہ میں نہیں جانتا کہ گیارہ دن ہیں یا گیارہ ہفتہ یا گیارہ مہینے یا گیارہ سال مگر بہر حال ایک نشان میری بریت کے لئے اس مدت میں ظاہر ہو گا“۔

(اربعین نمبر ۴ صفحہ ۲۱ حاشیہ)

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض الہام ذوالوجوہ ہوتے ہیں۔ گیارہ سال تک آپؑ نے فرمایا ایک شان کے ساتھ پورا ہو گیا۔ اگر یہ اس کی آخری حد ہوتی تو حضرت مصلح موعودؓ جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ساری جماعت سے بڑھ کر عرفان تھا وہ کبھی یہ نہ کہتے کہ میری ہجرت پر بھی یہ الہام لگ گیا ہے۔ اس لئے تذکرہ میں نیچے یہ نوٹ ہے کہ بعض الہام ذوالوجوہ ہوتے ہیں تو اگر ایک معنی میں پورا ہوا ہے تو ایک اور معنی میں پھر بھی پورا ہو سکتا ہے جس کا بنیادی تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت سے ضرور ہو گا۔ یہ مضمون ہے جو میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں تا کہ آپ کو اس کے لئے دعا کی طرف توجہ ہو اور خصوصیت سے دعا کریں کہ بعد ۱۱ کا جو دور شروع ہو رہا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کناروں سے کناروں تک برکتوں سے بھر دے۔ فرماتے ہیں:۔

”بر مقام فلک شدہ یا رب
گر امیدے دہم مدار عجب

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تیری دہائی اب آسمان تک پہنچ گئی ہے ......“

اس مضمون کا جماعت احمدیہ کی آج کی دہائی سے بڑا تعلق ہے۔ تکلیفوں کا اتنا لمبا عرصہ گزرا ہے۔ پاکستان میں احمدیوں نے اتنی تکلیفیں اٹھائی ہیں کہ واقعتہً احمدیوں کی بعض راتیں دہائیاں دیتے گزر گئیں اور مسلسل دہائیاں دیتے رہے ہیں۔ لفظ دہائی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استعمال کیا ہے اس سے بہتر یہ مضمون بیان نہیں ہو سکتا تھا اور جماعت احمدیہ کے حالات پر یہ بہترین طور پر صادق آتا ہے تو لفظ دہائی کا یہ بہت پیارا استعمال ہے۔ فرمایا:۔

”..... تیری دہائی اب آسمان تک پہنچ گئی ہے۔ اب میں اگر تجھے کوئی امید اور بشارت دوں تو تعجب مت کر۔ میری سنت اور موہبت کے خلاف نہیں۔ بعد ۱۱۔ انشاء اللہ“

فرمایا اس کی تفہیم نہیں ہوئی۔ تو ایک دفعہ امید ظاہر فرمائی ہے کہ اس کے یہ معنی ہونگے لیکن ساتھ ایک اور دروازہ یہ فرما کر کھول دیا کہ اس کی تفہیم نہیں ہوئی یعنی جو معنی میں بیان کرتا ہوں میں اپنی امید اور توقع کے مطابق بیان کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معین تفہیم نہیں ہوئی۔ پس جب خدا نے دروازہ کھلا چھوڑ دیا ہے تو کیوں نہ ہم توقع رکھیں کہ اس دور میں بھی خدا اس الہام کو اس شان کے ساتھ پورا کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے کل عالم میں چار دانگ عالم میں ڈنکے بجنے لگیں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ ہم اپنے کانوں سے ان تصدیق کی آوازوں کو سنیں۔ اپنی آنکھوں سے دور ظفر موج کو دیکھیں اور ہماری آنکھیں بھی ٹھنڈک پائیں اور دل بھی شاداں ہوں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہو اور جلد تر ہو“۔

حضور انور کے ارشادات پر دوبارہ نظر کی جائے تو یہ باتیں نمایاں ہو کر ابھرتی ہیں کہ خلافت رابعہ کے گیارہ سال مکمل ہونے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ:

○ ○ خدا تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی نوعیت کے پرشوکت عالمگیر نشانات ظاہر ہوں گے۔

○ ○ ان نشانات کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے ساتھ ہو گا اور آپ کی صداقت کے کل عالم میں ڈنکے بجنے لگیں گے۔

○ ○ یہ نشانات اس شان سے ظاہر ہوں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کے لئے قوموں کے دل تیار ہوں گے۔

○ ○ ان نشانات کے ذریعہ یبوست اور نحوست کا دور ختم ہو گا اور دور بہار میں بدل جائے گا۔

○ ○ نشانات کا یہ سلسلہ محدود الوقت نہیں ہو گا بلکہ ایک دور ظفر موج کی طرح بڑھتا چلا جائے گا۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں جن توقعات اور دعاؤں کا ذکر فرمایا ان سب کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت عطا فرمایا اور ہم سب اس بات کے زندہ گواہ ہیں کہ خلافت رابعہ کے گیارہ سال پورے ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے عالمگیر جماعت احمدیہ کے لئے غیر معمولی فتوحات اور نشانات کے دروازے کھول دئے ہیں اور انشاء اللہ یہ سلسلہ بڑھتا اور پھولتا پھلتا چلا جائے گا۔ تفصیلات میں جانے کا یہ موقع نہیں لیکن تحدیث نعمت کے طور پر اس دور ظفر موج کے آغاز میں۔ صرف ایک سال کے عرصہ میں۔ ظاہر ہونے والے غیر معمولی نشانات میں سے چند ایک نشانات کا بطور نمونہ اجمالی تذکرہ کرتا ہوں۔

عالمی بیعت کی تقریب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک عظیم الشان عالمگیر نشان جو اس شان و شوکت کے ساتھ پہلی بار ظاہر ہوا اور جس نے ثابت کر دیا کہ واقعی اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کی تائید کے لئے قومیں تیار ہو چکی ہیں عالمی بیعت کی تقریب سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ تقریب جلسہ سالانہ برطانیہ کے آخری روز یکم اگست ۱۹۹۳ء کو اسلام آباد (انگلستان) میں منعقد ہوئی جس میں دو لاکھ چار ہزار سے زائد افراد نے بیک وقت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان افراد نے جو مختلف قومیتوں اور مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھتے تھے اکناف عالم میں بیٹھے ہوئے مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ اس تقریب میں شرکت کی اور ساری دنیا میں بیک وقت توحید باری تعالیٰ، رسالت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کی صدا اس شان سے بلند ہوئی کہ اس کی نظیر تاریخ عالم میں دکھائی نہیں دیتی۔ بیعت کنندگان نے اپنی اپنی زبانوں میں بیعت کے

الفاظ دہرا کر عالمی وحدت کا ایک فقید المثال منظر پیش کیا جو نہایت روح پرور اور ایمان افروز تھا۔

اس پہلی تاریخ ساز عالمی بیعت کے بعد یہ سلسلہ آگے سے آگے بڑھتا جا رہا ہے۔ جلسہ سالانہ جرمنی ۱۹۹۳ء کے موقع پر ایک ہزار چھ سو افراد نے حضور انور کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان خوش قسمت افراد میں تیرہ سو سے زائد ایسے افراد تھے جو یورپ کے باشندے ہیں۔ حال ہی میں خدام الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع ۱۹۹۴ء کے موقع پر بھی قریباً ایک ہزار افراد نے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی ۔ یہ سب تقاریب بھی مواصلاتی رابطہ کے ذریعہ ساری دنیا میں دیکھی اور سنی گئیں۔

الفضل انٹرنیشنل کا اجراء

جنوری ۱۹۹۴ء میں لندن سے الفضل انٹرنیشنل کا اجراء بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک عظیم فضل ہے جس نے عالمگیر جماعت احمدیہ کو رابطہ کا ایک اور موثر ذریعہ عطا فرمایا ہے۔ اس اخبار کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات اور دیگر ارشادات پوری آزادی اور باقاعدگی کے ساتھ اکناف عالم میں پہنچ رہے ہیں اور نظام خلافت اور امام جماعت کے ساتھ قریبی تعلق کی وہ صورت میسر آئی ہے جو اس سے پہلے نہیں تھی۔

ریویو آف ریلیجنز کی نئے انداز میں اشاعت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانہ میں اشاعت اسلام کے لئے رسالہ ریویو آف ریلیجنز جاری فرمایا تھا۔ یہ رسالہ اس روز سے باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ جنوری ۱۹۹۴ء سے حضور انور کے ارشاد و ہدایت کے مطابق یہ رسالہ نئے انتظام کے تحت نئی آن بان کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ نئے انداز میں رسالہ کی اشاعت نے اس کی افادیت اور عالمگیر تاثرات میں اضافہ کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اشاعت اسلام کا ایک موثر ذریعہ جماعت کو عطا ہوا ہے۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا آغاز

اس ایک سال کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو جو عظیم الشان انعام عطا فرمایا ہے وہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (M.T.A.) ہے۔ اس کا باقاعدہ آغاز ۷ جنوری ۱۹۹۴ء کو ہوا جبکہ یورپ میں روزانہ تین گھنٹے اور ایشیا، مشرق وسطی اور مشرق بعید کے لئے روزانہ بارہ گھنٹے کی نشریات کا آغاز کیا گیا۔

اس طرح جماعت احمدیہ عالمگیر کو یہ منفرد اعزاز حاصل ہوا ہے کہ یہ واحد مسلم جماعت ہے جس کا اپنا ایک مستقل ٹیلی ویژن سٹیشن ہے۔

اس ٹیلی ویژن کی برکت سے اکناف عالم میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے اور دنیا کی مختلف زبانوں میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا اعلان ہو رہا ہے۔ لاریب یہ وہ عظیم الشان وسیلہ ہے جس کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام ہر روز بڑی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے کہ:

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگراموں میں دن بدن وسعت پیدا ہو رہی ہے اور زبانوں اور علاقوں کے اعتبار سے اس کی افادیت کا دائرہ وسیع تر ہو رہا ہے۔ اکناف عالم میں پھیلے ہوئے احمدیوں کے لئے ہر روز اپنے پیارے امام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دید کے سامان ہو گئے ہیں اور ہر طرف عید کا سماں ہے۔

اسیران راہ مولیٰ کی رہائی

اس ایک سال کی ایک اور برکت اسیران راہ مولیٰ کی باعزت رہائی ہے جو ۲۰ مارچ ۱۹۹۴ء کو عمل میں آئی۔ ان سب کی رہائی سے بریت والا مضمون بھی پورا ہوا اور دس سال کے لمبے عرصہ میں کی جانے والی دعاؤں کی عملی تعبیر بھی ظاہر ہوئی۔ اسیروں کی رہائی سے عام طور پر صرف ان کے رشتہ دار شاد کام ہوتے ہیں لیکن یہ کیسے مبارک قیدی تھے کہ یہ گھروں کو آئے تو ان کے محبوب امام اور ایک کروڑ سے زائد احمدیوں کے سینے ٹھنڈے ہو گئے۔ ان کی رہائی قبولیت دعا کا عظیم اعجاز ہے۔

یہ چند امور بطور نمونہ عرض کئے ہیں۔ حق یہ ہے کہ اس بابرکت دور کے آغاز میں نازل ہونے والے فضلوں کی کوئی انتہا نہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان افضال کا سلسلہ ہمیشہ جاری و ساری رہے اور ہر پہلو سے ترقی پذیر رہے ۔ آمین

تبلیغ سے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے چند اہم ارشادات

" اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم کے غلامو! اور اے دین محمد صلی اللہ علیہ و سلم کے متوالو! اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں ۔ تم میں سے ہر ایک مبلغ ہے اور ہر ایک خداتعالیٰ کے حضور جواب دے ہو گا ۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو ۔ کوئی بھی تمہارا کام ہو ۔ دنیا کے کسی خطہ میں تم بس رہے ہو ۔ کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو ۔ تمہارا اولین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ و سلم کی طرف بلاؤ اور ان کے اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو ۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو ۔ "

(خطبہ جمعہ ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء)

دعا ایک تنکے کو شہتیر کی طاقت عطا کر سکتی ہے

دعا ایک ایسی طاقت ہے جو ایک تنکے کو شہتیر کی طاقت عطا کر سکتی ہے اور دعا ہی سے قطرے سمندر بنا کرتے ہیں ۔ آپ کی نصیحت کے قطرے بیکار جائیں گے اور اردگرد کی پیاسی زمین ان کو جذب کر کے ان کا نشان بھی باقی نہیں چھوڑے گی ۔ ہاں اگر دعا کی برکت ان کو حاصل ہوئی تو پھر ضرور سمندر بنیں گے ۔ ضرور کل عالم کی پیاس بجھانے کی صلاحیت حاصل کر لیں گے ۔ پس دعاؤں کے ذریعہ اپنے ہم وطنوں کی بھی مدد کریں ۔ ظالموں کے ہاتھ روک کر مظلوموں کی بھی مدد کریں اور نصیحت کرتے چلے جائیں تاکہ دنیا میں سچ کا بول بالا ہو اور بالآخر انسان کو عقل آ جائے ۔

(فرمان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

خدمتِ خلق اور بہبودِ انسانیت کے لئے

جماعت احمدیہ کی عالمی خدمات

مکرم مقصود الحق صاحب

اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و مولا محسنِ انسانیت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری دنیا کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپؐ کا مبارک و مقدس وجود مخلوقِ خدا سے محبت و شفقت میں ایسی عالمگیر افادیت کا مظہر ہے جس میں کسی رنگ و نسل اور ملک و قوم کا امتیاز نہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے اور اللہ کو اپنی مخلوق میں سے سب سے پیارا وہ ہے جو خدا کی مخلوق سے حسن سلوک رکھتا ہے۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی کُل انسانیت کے ساتھ شفقت و محبت اور حُسنِ سلوک بے مثل و بے نظیر ہے۔ آپ کی ساری عمر مخلوقِ خدا کی ہمدردی اور انسانیت کی بہبود اور خدمت میں بسر ہوئی۔ بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری، محتاجوں کی حاجت روائی، غلاموں کی آزادی، غرباء کی مدد اور محروموں کے حقوق کا تحفظ حضرت سید وُلدِ آدم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولین ترجیحات میں شامل تھا۔ خدا تعالیٰ نے محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بنی نوع انسان کے ساتھ کامل ہمدردی اور غمخواری کے نازک احساسات و جذبات کا جامع و اکمل نقشہ سورۃ توبہ کی ان آیات میں کھینچا ہے۔ فرمایا:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبۃ: ۱۲۸)

اے مومنو! تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے۔ تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے اور وہ تمہارے لیے خیر کا بہت بھوکا ہے اور مومنوں کے ساتھ شفقت و محبت کرنے والا اور بہت کرم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ رحمۃ للعالمین کی دلی کیفیت یہ ہے کہ بنی نوع انسان کے لیے کسی نوع کی تکلیف و مصیبت قطعاً برداشت نہیں کرتا اور دوسری طرف خیر پہنچانے کے لیے اس قدر حریص ہے کہ ناممکن ہے کہ کوئی صورت خیر پہنچانے کی نظر آئے اور یہ خیر نہ پہنچائے۔

جماعت احمدیہ اُسی محسنِ انسانیت اور رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبعین اور حقیقی غلاموں کی جماعت ہے اور اس جماعت کے قیام کا مقصد اپنے اسی حبیب آقا کے اخلاقِ فاضلہ کو عملی صورت میں ازسرِ نو زندہ کرنا ہے تاکہ اس مقدس وجود کے فیض اور رحمت کے سمندر سے کل عالم اور کل نوعِ انسانی کو سیراب کیا جائے۔

بانی جماعتِ احمدیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت بھی یہی تھی کہ آپ نے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بہ قدم رکھا۔ خدا تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کے صلہ میں آپ کو اپنی محبت کے جام بھر بھر کر پلائے حتیٰ کہ آپ کے وجود میں اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و شمائل کا چہرہ ظاہر ہو گیا اور اسی کامل متابعت کے فیض کی بدولت ہی آپ کو مسیح و مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے فرمایا میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ ایک تعظیم لِامر اللہ، اور دوسرا خدا کی مخلوق پر شفقت۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔

بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس پاک جماعت کی بنیاد ڈالی اور جن روحانی طیور کی تخلیق کی اس کا خمیر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کے خمیر سے اٹھایا اور تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کی مٹی سے انہیں گوندھا اور خدمت خلق اور بہبود انسانیت کے جذبات کو ان کی گھٹی میں شامل کر دیا۔ چنانچہ آپ نے اپنی جماعت میں شامل ہونے والوں کے لیے جو شرائط بیعت تیار کیں ان میں یہ بات شرط نہم کے طور پر داخل کر دی کہ بیعت کنندہ اس بات کا سچے دل سے عہد کرے کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چلتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

چنانچہ آج ۱۳۷ ممالک میں قائم جماعتِ احمدیہ مُسلمہ کا ہر

چھوٹا بڑا اور ہر مرد وزن اپنی انفرادی، اجتماعی حیثیت میں خدمتِ خلق کے کاموں میں ہمہ تن مصروفِ عمل ہے۔ علاوہ ازیں جماعت کی طرف سے بہبودِ انسانیت کے لیے دنیا کے تمام براعظموں میں باقاعدہ اور منظم طور پر خدمتِ انسانیت کا ایسا مربوط نظام جاری کر دیا گیا ہے کہ جس کے فیض سے آج دنیا کا بڑا حصہ مستفیض ہو رہا ہے۔ وہ جماعت جس کے ذریعہ سے ہونے والے خدمتِ خلق کے کام گزشتہ ایک سو سال سے زائد عرصہ سے جاری ہوں اور جن کا دائرہ عمل کُل عالم پر محیط ہو کس طرح ممکن ہے کہ اس کے خدمتِ خلق اور بہبودِ انسانیت کی غرض سے کیے گئے تمام کاموں کا تذکرہ اور احاطہ مختصر سے وقت میں کیا جا سکے! اس لیے وقت کی رعائت سے نمونتہً صرف چند منتخب امور کا ذکر ہی ممکن ہو سکے گا۔

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اہلحدیث کے ایک خوش الحان اور خوش بیان واعظ تھے۔ آپ کو جب جماعتِ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اور آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق فاضلہ کو بچشم خود دیکھا تو آپ نے اپنے مرشد و مطاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر ایک مختصر مگر جامع رسالہ لکھا۔ اس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور اقدس کمربستہ کھڑے ہیں اور آپ کے اِردگرد دیہات کے مرد و زن دوائی لینے کے لیے کھڑے ہیں۔ دیر تک یہی کیفیت رہی تو حضرت مولوی صاحب رُک نہ سکے اور عرض کی کہ اس طرح تو حضور کا بڑا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے جو دین کی خدمت میں خرچ ہونا ہے۔ اس بات کو سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا مولوی صاحب! یہ بے چارے بے سہارا اور محتاج لوگ دوائی کے لیے کہاں جائیں۔ ان کو اِدھر اُدھر استطاعت بھی نہیں۔ میں ان کے لیے دوائیاں منگوا کر رکھتا ہوں، ان کی ضروریات یہاں پوری ہو جاتی ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس خدمتِ خلق کے جذبہ کا اظہار اپنے فارسی اشعار میں ان الفاظ میں فرمایا ہے ؎

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم
نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا
کہ ہمدردی بُرد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم
غمِ خلقِ خدا صرف از زباں خوردن چہ کار است
گرش صد جاں بپا ریزم ہنوزش عذر میخواہم
بدل شادم کہ غم از بہرِ مخلوقِ خدا دارم
ازیں در لذّتم کز در دلے خیزد ز دل آہم

یعنی میرا مقصود و مطلوب اور میری خواہش خدمتِ خلق ہے۔ یہی میرا کام ہے، یہی میری ذمہ داری ہے، یہی میرا فریضہ اور طریقہ ہے۔ میں نے اپنی خواہش سے پند و نصیحت کے کوچہ میں قدم نہیں رکھا بلکہ مخلوق کی ہمدردی زبردستی مجھے کھینچے لیے جا رہی ہے۔ صرف زبان سے خلق خدا کا غم کھانے کا کیا فائدہ۔ اگر اس بات کے لیے سو جانیں بھی فدا کر دوں تب بھی معذرت کرتا ہوں کہ میں اس ذمہ داری کو کما حقہٗ ادا نہیں کر سکا۔ میں تو انتہائی طور پر اس پر خوش ہوں کہ مخلوقِ خدا کا غم رکھتا ہوں اور اس درد کے باعث میرے دل سے جو آہ نکلتی ہے اس سے لذت پاتا ہوں۔

حضور ایک فارسی مصرع میں اس مضمون کو یوں ادا فرماتے ہیں ؏

"منہ کرسی برائے ما کہ ماموریم خدمت را"

ہمارے لیے مخدوم بننے کی کرسی نہ رکھو کیونکہ ہم تو دنیا کی خدمت کے لیے مامور ہوئے ہیں۔

آپ نے اپنی عدیم النظیر اور بے مثل تحریرات مبارکہ کے ذریعہ بنی نوع انسان کی جس رنگ میں خدمت کی اور راہ سے بھٹکی انسانیت کی بہبود کے لیے جس طرح ہمہ وقت متفکر رہتے وہ بعینہٖ وہی نقشہ پیش کرتا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے:

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ○ (الکہف: ۷)

یعنی کیا اگر وہ اس عظیم الشان کلام پر ایمان نہ لائیں تو تو ان کے غم میں شدتِ افسوس کی وجہ سے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سربراہانِ مملکت اور شیوخ علماء کو براہِ راست صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دینے کے لیے تحریری دعوتیں دیں۔ دیارِ مغرب کی انسانیت کو گمراہی سے بچانے کی تڑپ ریویو آف ریلیجنز کے اجراء کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ اردو، فارسی اور عربی زبان میں ہر قوم کے لیے نجات کی راہیں تجویز فرمائیں۔ کیا یہ سب امور اس سوز کو ظاہر نہیں کرتے جو آپ کے قلبِ اطہر میں بھٹکی ہوئی انسانیت کی بہبود اور ہدایت کے لیے موجزن تھا؟ کیا یہ امور کسی طور بھی ذاتی منفعت کا کچھ بھی شائبہ اپنے اندر رکھتے ہیں؟ ہر زاویہ سے دیکھ لیں ایک ہی بات نظر آتی ہے کہ کاش حضور کی کاوشیں ان کو ان کی بہبود کی راہ دکھا سکیں! اور دنیا کے لوگ صرف دنیاداری کے کاموں میں مگن رہنے سے بچ جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء عظام نے خدمتِ مخلوق کی راہ میں اپنے مطاع و مرشد کی پیروی کی۔ حضرت مولانا حکیم مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۃ المسیح الاول نے بلا معاوضہ طبی خدمات کے ذریعہ اور اپنے مریدوں میں خدمت کا اعلیٰ جذبہ بیدار رکھنے کے ذریعہ مخلوق خدا کی خدمت کا پورا حق ادا فرمایا۔ آپ نے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے قیام میں مالی معاونت کی جماعت کو تحریک فرمائی اور اپنے خطابات اور فرمودات کے ذریعہ ہدایت رسانیٔ مخلوق کی اعلیٰ خدمات کے سنگِ میل قائم فرمائے۔

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے متبعین اور غلاموں میں خدمتِ خلق کی وہ روح پیدا فرمائی کہ افرادِ جماعت نے مخلوقِ خدا کی خدمت کے امور محض خالق کی رضا کے حصول کے لیے سرانجام دیے اور بلا لحاظ قوم و ملت اس میدان میں وہ نظارے خدمت کے دکھائے جس کی نظیر اس زمانہ میں ملنی

مشکل ہے۔ چنانچہ ایک موقع پر اپنی ایک تقریر میں آپ نے فرمایا :-

"میں نے بارہا بتایا ہے کہ خدمتِ خلق کے کام میں جہاں تک ہو سکے وسعت اختیار کرنی چاہئے اور مذہب اور قوم کی حد بندی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرنا چاہئیے۔ خواہ وہ ہندو ہو یا عیسائی ہو یا سکھ۔ ہمارا خدا رب العالمین ہے اور جس طرح اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اسی طرح اس نے ہندوؤں اور سکھوں اور عیسائیوں کو بھی پیدا کیا ہے پس اگر خدا ہمیں توفیق دے تو ہمیں سب کی خدمت کرنی چاہیئے۔" پھر فرمایا :

"حسنِ سلوک میں کسی مذہب کی قید نہیں ہونی چاہیئے جو شخص بھی حسنِ سلوک میں مذہب کی قید لگاتا اور اپنے ہم مذہبوں کی خدمت کرنا تو ضروری سمجھتا مگر غیر مذہب والوں کی خدمت کرنا ضروری نہیں سمجھتا وہ اپنا نقصان آپ کرتا ہے اور دنیا میں لڑائی جھگڑے کی روح پیدا کرتا ہے۔ پھر جو تبلیغی جماعتیں ہوتی ہیں ان کے لیے تو یہ بہت ہی ضروری ہوتا ہے کہ وہ ساری قوموں سے حسنِ سلوک کریں اور کسی کو بھی اپنے دائرہ احسان سے باہر نہ نکالیں تا تمام قومیں ان کی مداح بنیں۔ پس وہ خدمتِ خلق کے کاموں میں مذہب و ملت کی تفریق کے بغیر حصہ لیں اور جماعت کے جو اغراض اور مقاصد ہیں ان کو ایسی وفاداری کے ساتھ نبھانے کے لیے کھڑے ہو جائیں کہ خدا تعالیٰ کے راستے میں ان کے لیے اپنی جان قربان کر دینا کوئی دوبھر نہ ہو۔ کسی قوم کے نوجوانوں میں یہ روح پیدا ہو جائے کہ اپنے قومی اور مذہبی مقاصد کی تکمیل کے لیے جان دے دینا وہ بالکل آسان سمجھنے لگیں اُس وقت دنیا کی کوئی طاقت انہیں مار نہیں سکتی جسم کو مارا جا سکتا ہے وہ جسم ہے۔ مگر جس شخص کی روح ایک خاص مقصد لے کر کھڑی ہو جائے تو روح کو کوئی فنا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا بلکہ ایسی قوم کا اگر ایک شخص مرے تو اس کی قوم کو ایسی حیات دے دیتا ہے جس پر فنا طاری نہیں ہوتی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۸ء از الفضل ۲۲/۴/۲۸)

آپ کی تربیت اور راہنمائی نے آپ کے متبعین کے گروہ خیر میں خدمتِ خلق کی وہ تڑپ پیدا کی جس کا ایک نظارہ ۱۹۱۸ کی انفلوئنزا کی ہولناک وبا میں جماعت کے افراد کی للّٰہی خدمت کا تھا۔ کبھی یہ تڑپ شدھی کے خلاف جہاد کی صورت میں ظاہر ہوئی، کبھی مظلوم اہالیانِ کشمیر کی اعانت کے رنگ میں، کبھی بنگال و اڑیسہ کے ہوشربا ایامِ قحط نے اس جماعت کی خدمت کے غریبانہ و مخلصانہ انداز دیکھے اور کبھی چشمِ فلک نے یہ نظارہ بھی دیکھا کہ جب مخلوقِ خدا سیلاب کی ہولناکی کا نشانہ بنی تو وہ جو اُن کی فصلیں تک اجاڑنے سے باز نہ آتے تھے ان کو پکی پکائی خوراک دے رہے ہیں، وہ جو ان کو گھروں سے بے گھر کرنے پر تلے تھے ان کے مسمار گھر تعمیر کر رہے ہیں، اور وہ جو کافر کافر کہہ کر دھتکارتے اور پاس نہ آنے دیتے تھے ان کو سینہ سے لگائے جا رہے ہیں۔

یہیں پر بس نہیں بلکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کی محبت و تربیت نے اس غریب و مختصر سی جماعت کو یوں صیقل کیا ہے کہ مخلوقِ خدا کی خدمت کے عوض کسی ستائش و نمود سے بیزاری محسوس کرتے ہیں۔ مخدوم شکریہ ادا کر رہا ہے اور خدام کے سر خدا کی حمد میں مزید جھکتے جاتے ہیں کہ جس نے اپنی مخلوق کی خدمت کی سعادت عطا فرمائی۔ اور کیوں نہ ہو، جب خدمت کے یہ امور محض خالق کی رضا کا حصول ہیں تو پھر دنیوی ستائش اور واہ واہ کی کیا ضرورت؟ عرش کا خدا اپنی مخلوق کے خدام کو جس پیار کی نظر سے دیکھتا ہوگا اس کا اندازہ مشکل امر نہیں۔ اپنی مخلوق کی خدمت کی توفیق بخشتے چلے جانا اور اپنے افضال کا نزول ہر آنے والے دن میں پہلے سے بڑھ کر کرنا اور ہر روز یُسر کی راہوں پر تیز گام کرتے چلے جانا کیا اُس کے پیار کے انداز نہیں تو اور کیا ہے؟ جب مقصود خدمت مل گیا تو دنیوی از کار خوشنودی و ستائش کیوں بیزاری پیدا نہ کریں اور کیوں طبیعت میں تکدر کا باعث نہ بنیں؟

افریقہ کا خطہ وہ مظلوم خطہ ہے جسے دنیا کی عظیم طاقتوں نے اپنے اپنے مفادات کی خاطر زخم زخم کر دیا تھا اور زخموں کے اندمال کی بجائے ان پر نمک پاشی یوں کی کہ ان کے ایمانوں کا سودا ان کے بھوکے پیٹ بھرنے کے لیے لقموں کے عوض شروع کیا۔ یہاں بھی جماعتِ احمدیہ کو خدمت کی دُہری توفیق نصیب ہوئی۔ مبشرین اسلام کے ذریعہ ان کے ایمانوں کے تحفظ کا بندوبست کیا گیا اور علاج و معالجہ کی بہترین سہولتیں، اعلیٰ درجہ کے ہسپتالوں اور نہایت قابل و مخلص احمدی ڈاکٹروں کی صورت میں دیں۔ علمی تشنگی کی سیرابی کے لیے متعدد سکول و کالج اور نہایت قابل تدریسی عملہ فراہم کیا گیا۔ اس اجمال کی کسی قدر تفصیل عرض کرتا ہوں جو گو اس موضوع کا حق تو ادا نہ کر سکے گی تاہم اس کا مختصر خاکہ احباب کے سامنے آ جائے گا۔

دورِ خلافتِ ثانیہ کی بات ہے ۱۹۶۰ء میں میجر (ریٹائرڈ) ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ آپ نے دنیا کی خدمت کی عمر تو پوری کر لی، اب باقی ماندہ بڑھاپے کو نئے انداز سے خدمتِ خلق میں لگا دیں اور افریقہ کے ممالک میں بسنے والے ان محتاجوں کی خدمت کے لیے وقف ہو جائیں جنہیں علاج معالجہ کی بنیادی سہولتیں بھی میسر نہیں۔ اپنے روحانی آقا کے ارشاد کو سن کر اس فدائی نے کہا، آقا میں حاضر ہوں۔ ہم تو آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے خود کو بیچ چکے ہیں کہ ہر نیک کام میں آپ کی آواز بلکہ ادنیٰ سے اشارہ پر دیوانہ وار لبیک کہیں گے۔ افریقہ جا کر ارضِ بلال کے باسیوں کی خدمت تو کیا اگر آپ کے اشارہ پر یہ جان ایک بار نہیں صدہا ہزار بار بھی قربان ہو تو میری سعادت اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ چنانچہ تعمیلِ ارشاد

ہیں خوشی خوشی ہزاروں میل دور مغربی افریقہ کے ملک سیرالیون میں پہنچتے ہیں اور 'بو' (BO) میں ایک چھوٹا سا مکان لے کر مخلوق کی خدمت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ ان کو دوائیوں سے بڑھ کر اپنی دعاؤں اور اپنے روحانی پیشوا کی دعاؤں کی اکسیر مہیا کرتے ہیں۔ مریضوں کی کثرت اور جذبۂ خدمتِ خلق بوڑھے ڈاکٹر صاحب کو آرام بھی نہیں لینے دیتا اور دن رات جذبۂ خدمتِ خلق کی دھن میں مریضوں پر فدا ہوئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس جذبۂ خدمت انسانیت کو رائیگاں نہیں جانے دیتا بلکہ اس کو چار چاند لگا دیتا ہے اور آج جب کہ اس غریبانہ خدمت کی ابتداء پر ۳۳ سال کا عرصہ گزرا ہے یہ ایک بیج ۲۸ سے زائد ثمر بار اشجار کی صورت میں پھل پھول کر لاکھوں کے لیے فیض رساں بن چکا ہے۔ ارضِ بلال میں پہلا ہسپتال ڈاکٹر میجر شاہ نواز صاحب کی قربانیوں کا ثمرہ تھا۔ دوسرا نائیجیریا میں ریٹائرڈ کرنل ڈاکٹر محمد یوسف صاحب کی محنتوں کا پھل تھا، تیسرا گیمبیا میں ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی ریاضتوں کا نتیجہ تھا اور چوتھا منبعٔ فیض کانو میں ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کے دم سے جاری ہوا۔ دس سال کے بعد جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ ۱۹۷۰ء میں افریقہ کے دورہ پر تشریف لے گئے اور اپنی آنکھوں سے خدمت مخلوق کے ان اداروں کا مشاہدہ فرمایا تو دعاؤں اور خدائی اشاروں سے اس جہت میں مزید پیشرفت کے لیے گیمبیا میں "نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم" کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

ہمیں غور و فکر کر کے اللہ تعالیٰ سے راہنمائی حاصل کرنی چاہیئے کہ ہم کس طرح افریقن بھائیوں کی خدمت کر سکتے ہیں۔ آقا بن کر نہیں بلکہ دوست اور ساتھی کی حیثیت سے۔ ہماری دولت خدمتِ خلق ہے اور یہی خدمت کا بہترین طریق ہے جس سے آنے والے دنوں میں سب انسان ایک خاندان کی طرح رہنا سیکھ جائیں گے۔"

پھر آپ نے پاکستان واپس پہنچ کر اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا

"میں مغربی افریقہ کے ممالک نائیجیریا، غانا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، سیرالیون اور گیمبیا سے جو فوری وعدہ کر کے آیا ہوں وہ تیس چالیس ہسپتال کھولنے کا ہے جسے ہم میڈیکل سینٹر کہتے ہیں اور تقریباً ستر، اسی ہائی سکول ان ملکوں میں بنانے ہیں۔ اللہ ہمارے نوجوانوں کے دل اور ہمارے بزرگ ڈاکٹروں کے دل اس خدمت کے لیے کھول دے اور تیار کر دے۔"

اخلاص اور فدائیت کے جذبہ میں ڈوبی ہوئی اس اپیل پر ہر قسم کے احمدی ڈاکٹروں نے اپنی خدمات پیش کرنی شروع کر دیں اور اعلیٰ تعلیم یافتہ احمدیوں نے بطور ٹیچر اپنی خدمات بکثرت پیش کیں ہر قسم کے نامساعد اور دشوار حالات میں یہ گوہر اپنی تاب و چمک سے افریقہ کے تاریک خطہ کو اجالا بخشنے کے لیے افریقہ میں سرگرم عمل ہو گئے۔ یہ منصوبہ ۷ سال میں مکمل ہونا تھا لیکن جذبۂ خدمت اور جذبۂ فدائیت سے سرشار یہ سرفروش لبیک کی صدا بلند کرتے ہوئے اس سرعت کے ساتھ آگے بڑھے کہ یہ تمام منصوبہ صرف ڈیڑھ سال میں مکمل ہو گیا۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"بات یہ ہے کہ ہم احمدی اس مٹی سے بنے ہوئے ہیں جو دنیا کی نگاہ میں حقیر ہے لیکن خدا کے ہاتھ میں وہ آلۂ کار بن چکی ہے۔ خدا فضل کرتا ہے اور کامیابیاں عطا کرتا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔"

کہتے ہیں کہ خوشبو سب ماحول کو معطر کرتی ہے۔ چنانچہ خدمتِ خلق کے ان طبی اداروں کی خوشبو نے مغربی افریقہ کے ممالک کو تو معطر کرنا ہی تھا اور وہ مزید کے حریص تھے مگر یہ خوشبو مشرق و مغرب کے کے علاوہ جنوب تک بھی محسوس کی گئی اور جنوب کے پسماندہ ممالک سے بھی ان کے مطالبات آنا شروع ہوئے تو ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت سے فرمایا

"مرکز سے ہم ہر اس جماعت کی مدد کریں گے جو اپنے ہاں خدمتِ خلق کے لیے طبی ادارے کھولنا چاہے چنانچہ فجی، سورینام اور گیانا کے علاوہ مشرقی اور وسطی افریقہ کے ممالک سے بھی مطالبات آئے اور گزشتہ چند سالوں میں یوگنڈا، تنزانیہ اور زائر میں نئے احمدیہ کلینک کھل گئے اور کئی ممالک میں اس سلسلہ میں مزید کوششیں اور کام ہو رہا ہے۔"

پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے افریقہ کے لیے یہ سکیم جاری کی کہ افریقن بھائیوں کو ان کی ترقی کے ہر میدان میں مخلصانہ اور ماہرانہ راہنمائی کی جائے۔ ان کی صنعت، تجارت، زراعت کے میدان میں اس نوع کی معاونت کی جائے کہ یہ بجائے دوسروں کے ہاتھ کی طرف دیکھنے کے، اپنے معاملات میں خود کفالت کی منزل پائیں اور جب متعلقہ امور میں مہارت حاصل کر لیں تو سب کچھ ان کو سونپ کر خدمت کے نئے میدان تلاش کیے جائیں۔ یہی فی الواقع خدمت کی وہ روح ہے کہ مفادات و اغراض سے بالا ہو کر محض خدا کی خاطر اس کی مخلوق کی خدمت ہو۔ کیا آج کے دَور میں من حیث الجماعت اس روح کا مظہر جماعت احمدیہ کے سوا کوئی نظر آتا ہے۔ آیئے غیر کی زبان سے سنیں کہ وہ اس خدمت کو کس طرح دیکھتا ہے افریقہ میں اقوام متحدہ کے مستقل مندوب DR. WILLIARD HARPER جو امریکن ہیں، انہوں نے تحریر کیا کہ:

"جماعت احمدیہ نے اس ملک کی روحانی، اقتصادی اور سماجی ترقی کے لیے غیر معمولی کام کیا ہے۔ آپ کی شفقت، رواداری اور بنی نوع انسان کے لیے ہمدردی کا جذبہ سب کے لیے جو اس علاقہ میں غریبوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے کوشاں ہیں نہ صرف محرک رہا ہے بلکہ ایک قابلِ قدر نمونہ بھی ثابت ہوا ہے۔"

جماعت احمدیہ کی ان خدمات کے متعلق غانا کے صدر نے کہا:

"آپ کی جماعت اہلِ غانا کی جو خدمات بجا لا رہی ہے حکومت اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اس کے لیے

ہم آپ کے از حد ممنون ہیں۔"

سیرالیون کے وزیرِ مملکت مکرم مصطفیٰ سنوسی نے کہا:

"میں ہمیشہ احمدیت کا مداح اور خیرخواہ رہا ہوں۔ بعض لوگ میری اس عقیدت اور محبت کو پسند نہیں کرتے۔ میں انہیں بتاتا ہوں کہ احمدیت ایک سچائی ہے اور سچائی کے لیے دن رات ہماری بے لوث خدمت کر رہی ہے ۱۲۔ سیکنڈری اور ۵۰۔ پرائمری سکول چلانا معمولی بات نہیں۔ یہ کام صرف اخلاص اور جذبۂ نیک نیتی خوبیوں سے آراستہ لوگ ہی سرانجام دے سکتے ہیں۔"

قحط، جہالت، بیماری کا علاج نسبتاً آسان ہے۔ مشکل تب بنتی ہے جب اقوام کی فکر میں کجی پیدا ہو جائے۔ اس کی اصلاح ایک کٹھن مرحلہ ہے۔ یہ بیمار سوچ دو زاویوں سے نقصان کا باعث بنتی ہے۔ ایک قومی سطح پر اپنے اخلاق کے بگاڑ سے اور دوسرے کمزور قوموں پر ظلم کی راہ سے۔ اور پھر یہ دونوں امور امنِ عالم کے لیے خطرہ ثابت ہوتے ہیں۔ آج کے دَور میں اس کی نمایاں مثال بوسنیا پر ہونے والے ظلم کو دیکھنے کے باوجود بڑی طاقتوں کا بے حسی کا مظاہرہ ہے بوسنیا پر ہونے والے مظالم جنہوں نے ہلاکو، چنگیز خان اور نام نہاد مقدس لڑائیوں میں ڈھائے گئے مظالم کو بھی مات کر دیا ہے، دنیا کی تمام طاقتیں خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہیں۔ مفادات نظر آئیں تو دو ہم مذہب بھائیوں کے معاملہ میں کوسوں دُور جا کُودتی ہیں۔ مگر بوسنیا میں اپنی آنکھوں کے سامنے ظلم ہوتا دیکھ کر خاموش ہیں بلکہ اپنی اس مصلحت آمیز خاموشی سے ظلم کی راہ مزید صاف اور آسان بنا رہے ہیں۔ فکری کجی نے رعونت، لالچ اور ظلم ان کے واسطے شِیرِ مادر بنا دیے اور منافقت نے جہاں براہِ راست ظلم سے روکا تو بالواسطہ ظلم پر دلیر کر دیا۔

جماعت احمدیہ اس قابل تو نہیں کہ طاقت سے ظلم کے یہ ہاتھ روک سکے مگر اس کج فکر کی اصلاح کے لیے اس چھوٹی سی عاجز جماعت نے جو کچھ کیا ہے آنے والا تاریخ دان جب اس دَور کی تاریخ مرتب کرے گا تو انہیں بالیقین سنہرے حروف کے ساتھ لکھے گا۔ حضرت امام جماعتِ احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز درد اور خلوص کے ساتھ عالمی ضمیر کو جھنجوڑنے کے لیے پے درپے خطبات کے ذریعہ ان کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے رہے ہیں۔ اس ظلم پر خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنے کے عواقب سے متنبہ فرما رہے ہیں تاریخی حوالوں سے، مذہبی فرائض کے رو سے، اخلاقی اقدار کے حوالہ سے غرضیکہ ہر زاویہ جہات سے حضور انور نے اقوام عالم کو بوسنیا کے معاملہ میں اپنا صحیح کردار ادا کرنے کی جانب متوجہ فرمایا ہے۔ پھر ۱۳۷ ممالک میں پھیلے ہوئے جماعت احمدیہ کے افراد کو ارشاد فرمایا کہ وہ عالمی سطح کے لیڈروں کو براہِ راست خطوط لکھ کر ان کی توجہ کا دھارا مثبت سمت موڑنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ ہزارہا خطوط دنیا کے ہر خطہ سے ہر سطح کے عالمی لیڈر کو لکھے گئے۔ مقصد ان تمام کاوشوں کا امن عالم کے قیام کی جدوجہد ہے اور فی زمانہ قیام امن کے لیے کوششیں یقیناً مخلوق کی خدمت اور بہبود کا سب سے اہم اور بڑا کام ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کو امن کی جس قدر آج ضرورت ہے شاید ہی کبھی رہی ہو۔ جماعت احمدیہ نے قیام امن کی جدوجہد کے ذریعے ہمیشہ مخلوق کی خدمت کا حق ادا کیا ہے۔ خلفائے احمدیت نے اپنی خدا داد فراست و راہنمائی سے دنیا کو ہمیشہ بروقت متنبہ کیا اور غلط سوچ اور پُرخطر رویہ کی اصلاح کے لیے لائحہ عمل تجویز فرماتے رہے ہیں جس نے ان نصائح پر کان نہیں دھرے وہ اپنے اعمال کے عواقب سے یقیناً پریشان ہوئے اور جس نے ان کلمات خیر کو نیک نیتی سے سنا اور ان پر عمل پیرا ہوئے وہ یقیناً بامراد رہے۔ خلیج کی جنگ کے دوران حضرت امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ نے فریقین اور دیگر ملوث قوتوں کو جس احسن رنگ میں اپنے اعمال سنوارنے اور اپنی غلطیوں کی طرف نظر کر کے اُن کو دُور کرنے کی جانب متوجہ فرمایا آنے والے وقت نے ثابت کر دیا کہ اگر خلوص سے ان پر توجہ دی جاتی تو جو تکلیف دہ نتائج اب کے سامنے آ رہے ہیں ان سے وہ بچ جاتے۔

ہر مذہب امن کا پیغامبر بن کے آیا تھا مگر علمائے سُوء کے ذاتی مفادات اور ان کی کج فکری سے دنیا بدامنی کا شکار ہو گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتِ مبارکہ سے لے کر موجودہ بابرکت دورِ خلافت تک مختلف مذاہب کی ایک دوسرے کے ساتھ امن و محبت سے اپنے اختلافات دُور کرنے کی کوششیں یقیناً ایک بہت بڑی عالمی خدمت ہے جو جماعت احمدیہ کو نصیب ہوئی۔ بانیانِ مذاہب کی عزت کی پاسداری کا جو اصول آئمہ جماعت احمدیہ نے دنیا کو دیا، اعتراضات میں معقولیت کی راہ اپنانے کا جو طریق بتایا، نامعقول اعتراضات کو صبر و تحمل سے سن کر ان کا احسن ردّ پیش کرنے کا جو عملی نمونہ قائم فرمایا اگر ان پر ان کی روح سے عمل ہو تو یقیناً مذاہب نہ صرف خود باامن بن جائیں بلکہ بدامنی کے خلاف ایسی مؤثر قوت بن سکتے ہیں جس کے اثرات سب سے زیادہ پائیدار اور دوررس ہوں گے۔ کاش دنیا اپنے کان ان نصائح کے لیے کھول سکے اور کاش انہیں اس بات کا ادراک نصیب ہو پائے کہ یہ تحفۂ خیر ان کی خدمت و بہبود کا گراں مایہ عطیہ ہے۔

آج کے دَور میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بہبودِ انسانیت کے لیے خدمات کا جو درخشندہ منظر بوسنیا کی امداد کی صورت میں دنیا کے سامنے آیا ہے کہ بوسنیا پر ہونے والے مظالم پر ہر دردمند دِل تڑپ اٹھا ہے اور حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنے متبعین کو بے کس مظلوم قوم کی خدمت کا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشادِ امام پر اس شان سے آپ کے متبعین کی طرف سے لبیک یا سیّدی کی صدائیں بلند ہوئی ہیں کہ قرونِ اولیٰ کا نقشہ جو روایتوں میں مذکور ہے نظر کے سامنے آ جاتا ہے۔ عورتیں اپنا زیور پیش کر رہی ہیں اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے جماعت احمدیہ کے افراد اپنے مالوں کے ساتھ ساتھ اپنی جانیں بھی داؤ پر لگا رہے ہیں۔ جنگ کے دہکتے میدانوں میں اپنے بوسنین بھائیوں کے بھوکے پیٹ بھرنے اور سردی سے ٹھٹھرتے تن ڈھانپنے کے لیے سامان سے لدے ٹرک لے کر ان کے پاس پہنچ رہے ہیں۔ کچھ مفاد و مصلحت نظر کے سامنے نہیں۔ اگر ہے تو یہی تڑپ کہ انسانیت کی خدمت کی سعادت پا جائیں۔

دنیائے عالم کی اس مظلوم قوم کی خدمت کا ایک اچھوتا انداز اس قوم کے ان باشندوں کے لیے ظاہر ہوتا ہے جو کسی نہ کسی راہ سے اپنی جانیں بچا کر دنیا کے دیگر ممالک میں آ بسے ہیں۔ حضرت امام جماعت احمدیہ دنیا بھر میں بسنے والے اپنے غلاموں کو خدمت انسانیت کا پروگرام مرحمت فرماتے ہیں کہ ان دُکھی دِلوں پر اپنی محبت سے سکینت کا پھاہا رکھا جائے۔ ان کی تالیفِ قلوب سے ان کی ان تلخیوں کو کم کرنے کی سعی کریں جن کا ذکر بھی ان کے لیے سوہانِ روح ہے۔ چنانچہ یہاں بھی جماعت احمدیہ عالمگیر خدمتِ انسانیت کے اعلیٰ مناظر پیش کرتی ہے۔ ان مظلوموں سے رشتۂ اخوت قائم ہو رہا ہے۔ کبھی تحائف کے ذریعے ان پر محبت نچھاور کی جا رہی ہے کبھی ان کے کوائف عالمی سطح پر مرتب کر کے ان کے بچھڑے پیاروں کو ملانے کی تدبیریں ہو رہی ہیں اور کبھی ان کی خوشی کے لیے تفریحی پروگرام ترتیب دیے جا رہے ہیں۔ روحانی تشنگی جس سے یہ قوم لمبے عرصہ تک دوچار رہی اس کی سیرابی کے سامان بھی ان کی خواہش پر کیے جا رہے ہیں۔ غرضیکہ یہ غریب اور کمزور سی جماعت وہ تمام ممکنہ تدابیر اختیار کر رہی ہے جن سے دکھی انسانیت کے دُکھ بانٹ کر ان کو خوشیاں بخشی جا سکیں۔

اس دکھی اور مظلوم قوم کے حق میں عالمی رائے کو ہموار کرنے اور ان کی براہِ راست دامے ورمے امداد کا سلسلہ رکا نہیں بلکہ اس میں ہر آنیوالے روز اضافہ ہو رہا ہے اور جب تک دنیائے عالم کی اس اکائی کو ضرورت رہے گی انشاء اللہ جماعت احمدیہ اپنی خدمات کا قدم پیچھے نہیں ہٹائے گی بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر دکھی انسانیت کے غم اس وقت تک بانٹتی چلی جائے گی جب تک یہ دکھ سکھ میں نہ بدل جائیں اور امن و سکینت ان کے نصیب میں نہ لکھا جائے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس کی احسن توفیق عطا فرمائے۔

خلافت رابعہ کے انقلابی دَور اور حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی اولوالعزم قیادت میں خدمت مخلوق کے نئے افق تعمیر ہوئے۔ بیوت الحمد طاہر آباد اور کرشن نگر وہ عظیم الشان منصوبے ہیں جو بے گھر غرباء کے سر چھپانے کے لیے جماعت نے مکانوں کی تعمیر کی صورت میں مکمل کیے افریقہ کے قحط زدگان کے واسطے جماعت نے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اموال متاثر انسانیت کے لیے وارے۔ بوسنیا والوں کے لیے تو جماعت نے گویا اپنے دل نکال کر رکھ دیے۔ تمام عالم کو امن کے انداز سکھانے کی کاوشیں ہوئیں۔ خدمت خلق کے لیے اپنے عالمی ادارہ کے قیام کے لیے جد وجہد کا آغاز ہوا اور رواں سال ۱۹۹۳ء کو خدمتِ انسانیت کا سال منانے کے لیے مختلف النوع پروگرام وضع ہوئے۔ ان کی تفصیل اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں مگر ۱۴۷ ممالک میں پھیلی جماعتِ احمدیہ میں سے صرف ایک ملک جرمنی کی جماعت کی تین روز کی کاوشیں کثیر مقدار میں عطیۂ خون کے عطایا، دستکاری کی نمائش سے آمدنی کے عطایا، اور جلسہ سالانہ کی بازار کی آمدنی کے عطایا نہایت عاجزانہ اور ناقابل ذکر امور ہیں۔ تاہم ان سے اس جہت میں وسعت کار کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے

آخر میں اس خدمت مخلوق کا ذکر کر کے مضمون ختم کرتا ہوں جسے بجا طور پر خدمت کی معراج کہا جا سکتا ہے۔ یہ وہ خدمت ہے جس کا سب سے بڑھ کر حق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا فرمایا جب طائف کے بد قماشوں کے ہاتھوں لہو لہان ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولیٰ کے حضور فریاد کناں نظر آتے ہوئے کہتے ہیں رَبِّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ تو یہ وہ خدمت ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متابعت میں جماعت احمدیہ کے افراد' ہاں! آپ اور دنیا بھر میں پھیلی سوا کروڑ سعید روحیں صبح و مسا اپنے مولیٰ کے حضور مخلوقِ خدا کی بہبود اور خیر کے لیے مناجاتوں کے رنگ میں پیش کر رہے ہیں۔ دنیا ظلم اور گمراہی میں جسقدر آگے بڑھ چکی ہے اس کو بچتا دیکھ کر عام ذہن میں تعجب پیدا ہوتا ہے مگر جب رب اھدی قومی فانھم لا یعلمون کی صدائیں عرش پر جاتی ہیں اور رب العرش اپنی رحمانیت اور فضل کے صدقے ان کو قبول فرماتا ہے تو ثباتِ دنیا کی حقیقت کسی قدر کھلتی ہے حضرت امامِ وقت نے کیا ہی بجا فرمایا ہے ؎

عصرِ بیمار کا ہے مرض لا دوا، کوئی چارہ نہیں اب دعا کے سوا
اے غلامِ مسیح الزماں ہاتھ اٹھا موت آ بھی گئی ہو تو ٹل جائیگی

آئمہ جماعتِ احمدیہ کی تربیت کے فیضان سے ہر فرد جماعت کا جو مزاج بن چکا ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبانی سماعت فرمائیے۔ آپ فرماتے ہیں :

"احمدی مزاج ایک بین الاقوامی مزاج بن چکا ہے اور انسانیت کی بھلائی چاہنا، انسانیت کی بہبود چاہنا اس بین الاقوامی مزاج کی سرشت میں شامل ہے۔ اس میں کوئی بناوٹ نہیں، کوئی تصنع کوئی تکلف نہیں۔ جس جماعت کو یہ بین الاقوامی مزاج نصیب ہوگا اس مزاج سے از خود تمام عالم کے لیے دعائیں پھوٹیں گی۔"

(خطبہ جمعہ یکم جنوری ۱۹۹۳ء)

چنانچہ یورپ و ایشیاء میں وبائی امراض پھیلیں تو احمدی دعائیں لگ جائیں۔ پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش یا دنیا کے کسی خطہ میں سیلاب کی تباہ کاری آفت لائے تو احمدی کا دل خدا کے حضور پگھلے، صومالیہ میں قحط پڑے تو دکھی دِل سے ان کی نجات کے لیے دعا نکلے، افریقہ میں خشک سالی ہو تو ان کے واسطے بارانِ رحمت کی بھیک مانگی جائے۔ دو قومیں آپس میں الجھ پڑیں تو صلح و امن کے لیے خدا کے حضور فریاد ہو، فلسطینیوں بوسنین یا کسی پر بھی ظلم ہو تو ان کی نجات و رستگاری کے لیے سجدہ گاہیں تر ہو جائیں۔ ظالم کا ہاتھ ظلم سے نہ رکے تو اس کے لیے خدا کے حضور التجائیں ہوں کہ اے اللہ ان ظالموں کو عقل عطا فرما اور ہدایت سے محروموں کے لیے دردِ دل سے دعا نکلے تو یہ کہ خدایا ان کے سینے کھول دے اور انہیں عرفان نصیب فرما۔

خدمت و ہمدردیٔ مخلوق کی یہ معراج ہے کہ خدا کے حضور مخلوق کے دکھ پیش کر کے حلِّ مشکلات کی عرض کی جاوے۔ یقیناً جماعت احمدیہ کی خدمتِ خلق اور بہبودِ انسانیت کے لیے عالمی خدمات میں یہ خدمت سب سے بالا ممتاز اور افضل ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس ارفع خدمت کی ادائیگی کی کماحقہٗ توفیق عطا فرماوے۔ آمین یا رب العالمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین